نمبر ۹۳ | مورخہ ۵ فروری سنہ ۱۹۳۳ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۹ شوال سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۲ فروری ۱/۲ ۱۱ بجے قبل دوپہر بذریعہ موٹر لاہور سے واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت کے متعلق اسی دن کی ۲ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ اس سفر کے دوران میں حضور کو کھانسی [illegible] تکلیف رہی۔ اللہ تعالےٰ صحت عطا فرمائے ÷

جناب سید [illegible] عابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ بھی واپس تشریف لے آئے ہیں ÷

۲۔ فروری چار بجے کی ٹرین سے جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے اور جناب حکیم فضل الرحمٰن صاحب عازم انگلستان ہوئے۔ سٹیشن پر مردوں عورتوں اور بچوں کا ایک جم غفیر الوداع کے لئے موجود تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی اپنے خدام کی عزت افزائی کیلئے تشریف لیگئے۔ حضور نے گاڑی کی روانگی سے کچھ پہلے تمام مجمع سمیت ہر دو مجاہدین کے لئے دعا مانگی۔ پھر ان سے معانقہ فرمایا۔ گاڑی کے روانہ ہونے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

معاندین کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ کی ترقی

(فرمودہ ۵ فروری ۱۹۰۲ء)

"اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں۔ اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں۔ ان کی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔ دوسرے وہ جو اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کی تعداد ترقی پر ہے۔ تیسرے وہ جو خاموش ہیں۔ نہ ادھر ہیں۔ نہ ادھر۔ ان کی تعداد کثیر ہے۔ وہ ملّا لوگوں کے زیر اثر نہیں ہیں۔ ورنہ ان کے ساتھ مل کر سب و شتم کرتے۔ پس اس لئے وہ ہماری مد میں ہیں ÷

یہ فرقہ جو معاندین کا ہے۔ اگر نہ ہوتا۔ تو چپ رہنے والے اصل میں کوئی شے نہیں ہیں۔ انہی کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے۔ وہ شور ڈال ڈال کر ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ ان کی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی۔ اس لئے تناقض ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کچھ فرماتا ہے۔ اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کچھ ہے۔ حال کچھ ہے۔ آخر شور شرابا سنکر بعض کو تحریک ہوتی ہے۔ کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا۔ پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں۔ تو حق ہماری طرف ہوتا ہے۔ آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔ معاندین ہم پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں۔ کہیں کہتے ہیں۔ کہ پیغمبروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ کہیں کہتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ ادا نہیں کرتے۔ آخر نفیس پسند طبائع ان باتوں سے فائدہ اٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتی ہیں۔ اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا برسوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے۔ لوگ آگے ہی منتظر ہیں۔ وقت خود شہادت دے رہا ہے۔ اور ان کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں۔ کہ آنے والا آئے۔ جب یہ معاندین ایک مفتری کے رنگ میں ہمیں پیش کرتے ہیں۔ تو تحقیق کرتے کرتے خود حق کو پا لیتے ہیں"

(الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۲ء)

حج بدل

اگر کوئی دوست حج بدل کرانا چاہیں۔ تو میرے پاس ایک مخلص عرب صاحب موجود ہیں۔ وُہ اس کو بڑی خوبی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ فرورتمند مجھ سے خط وکتابت کریں۔ نیز جو احباب اس سال حج کے لئے جانا چاہیں۔ وُہ مجھے اطلاع دیں۔ میں نے ان کے ساتھ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے۔ (ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان)

دُوسرے یوم التبلیغ کے متعلق اعلان

احمدی جماعتیں پانچ مارچ کو یاد رکھیں

گزشتہ سال کی مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ سال میں دو دفعہ یوم التبلیغ منایا جائے۔

ایک دفعہ تو اکتوبر ۱۹۳۲ء میں منایا جاچکا ہے۔ اب دوسری دفعہ **۵ مارچ ۱۹۳۳ء** کو منایا جائیگا۔

۵ مارچ کی تاریخ اس لئے رکھی گئی ہے۔ کہ:-

۱- اسی ماہ مارچ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کا نام "جماعت احمدیہ" رکھا۔

۲- ۵۔ مارچ ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا۔ کہ جو شخص ماہواری چندہ کا عہد کرکے تین ماہ تک چندہ بھیجنے سے لاپرواہی کریگا۔ اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔

۳- ۶۔ مارچ کو پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری کی ہلاکت واقعہ ہُوئی۔

پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مال کی قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح میں تبلیغی قربانی کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہُوا درخواست کرتا ہوں۔ کہ تین ماہ میں نہیں۔ تو کم از کم چھ ماہ میں تو ایک دن تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ جماعت احمدیہ کو **۵ مارچ** کا دن یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ہر ایک احمدی گزشتہ یوم التبلیغ کی طرح تبلیغ کے لئے تیار رہے۔

(ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان)

اسلامی ممالک کی خبریں

اور

اہم کوائف

الجزائر کے مُسلمانوں کی بیداری

مصری اخبارات راوی ہیں۔ کہ الجزائر کے مسلمانوں میں اپنی پستی کا احساس۔ اور ترقی کرنے کا جوش بڑھ رہا ہے۔ تعلیم کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور کثیر تعداد میں مکاتیب اور مدارس کھل گئے ہیں۔ جن میں دُنیوی تعلیم بھی دیجاتی ہے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کی تعداد ۶۰ لاکھ بیان کی جاتی ہے۔

مصری حکومت اور قرضہ کی ادائیگی

قاہرہ سے ۲۳ جنوری کی اطلاع ہے کہ مخلوط عدالت نے جس میں برطانوی۔ اطالوی اور مصری جج شامل تھے۔ فیصلہ کیا ہے۔ کہ معیار زر سے برطانیہ کے دست کش ہوجانے کے باوجود مصری حکومت کا فرض ہے۔ کہ مصری پبلک کا قرضہ سونے کی صورت میں ادا کرے۔ اس فیصلہ کے رُو سے مصری حکومت کو ہر سال ۱۵ لاکھ پونڈ رقم مزید ادا کرنی پڑے گی۔ مصری حکومت اس کے خلاف مرافعہ دائر کررہی ہے۔

مصر و فلسطین کے تجارتی روابط

فلسطین کی حکومت نے دولت مصریہ کو اطلاع دی ہے۔ کہ فلسطین کے محکمہ تجارت کا ایک وفد عنقریب مصر پہونچیگا۔ تا دونوں حکومتوں کے درمیان توسیع تجارت کے امکانات پر غور کرے۔ اور ایسے جدید ذرائع معلوم کرے۔ جن سے دونوں ممالک کی پیداوار۔ اور صنعتوں کو فروغ حاصل ہو۔

شام کے حصّے بخرے کرنے کی تجویز

حکومت فرانس ملک شام کو بلادِ علویین۔ جبل دروز۔ اور لبنان میں تقسیم کرنے کی تجویز کر رہی ہے۔ لیکن مسلمانان شام نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہم کسی ایسے معاہدے کو قطعاً تسلیم نہیں کریں گے۔ جس کے رو سے ہمارے وطن کو تقسیم کر دیا جائے۔

ترک نوجوانوں کی جسمانی تربیت

حکومتِ ترکیہ نے سلیم سری بگ۔ کو اس مقصد کے لئے جرمنی بھیجا ہے۔ تا وہاں کے محکمہ تعلیمات کے ان وسائل کا مطالعہ کریں جو وُہ نوجوانوں کی جسمانی صحت اور بدنی تربیت کے متعلق اختیار کرتا ہے۔ سلیم بے واپس آکر اپنی تحقیقات کے نتائج حکومت کے سامنے رکھیں گے۔

حجاز ریلوے کو آزاد کرانے کی جدوجہد

معاصر "الفتح" قاہرہ لکھتا ہے۔ کہ حال ہی میں اس مجلس نے ایک اجلاس دمشق میں منعقد کیا۔ جو حجاز ریلوے کو اغیار کے قبضہ سے نکال لینے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ موتمر اسلامی قدس شریف نے اس مسئلہ کے متعلق جو یادداشت امیر ابن سعود۔ امیر عبداللہ اور صدر جمہوریہ شام کو ارسال کی ہے۔ اس پر غور وخوض کیا گیا۔ اور اس ریلوے کو اغیار کے تسلط سے آزاد کرانے کے وسائل زیر بحث لائے گئے۔ ایک قرارداد پاس کرکے حکومت شام سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ اس ریلوے کو ایک ایسی مجلس کے حوالہ کردے۔ جس میں ان تمام ممالک کے نمائندے ہوں۔ جن میں سے یہ ریلوے گزرتی ہے۔ نیز ایک احتجاج نامہ جمعیتہ اقوام کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ ہُوا۔ کہ معاہدہ لوزان کے رُو سے حجاز ریلوے کو اسلامی وقف تسلیم کئے جانے کے باوجود اس وقت تک اسے مسلمانوں کے حوالہ کیوں نہیں کیا گیا۔

مصر میں برطانی اقتدار

ڈیلی میل لنڈن کے ایک نامہ نگار کو بیان دیتے ہُوئے صدقی پاشا وزیر اعظم مصر نے کہا ہے۔ کہ مصر کا ڈیفنس۔ غیر ملکیوں کا تحفظ سلسلہ رسل ورسائل اور انگریزی مصر و سوڈان کا کنڑول ایسے مسائل ہیں۔ جو اس وقت تک مصر اور برطانیہ کے درمیان متنازعہ چلے آتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ ۱۹۳۳ء کے موسم سرما تک ان کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوجائے گا۔

اینگلو پرشین آئیل کمپنی کا قضیہ

جینوا سے ۳۱۔ جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ دونوں پارٹیوں کے درمیان ڈاکٹر وبنیس نے ایک سمجھوتے کا مسودہ پیش کردیا ہے۔ جسے اگر منظور کرلیا گیا۔ تو یہ جھگڑا طے ہوجائے گا۔

ایران میں لاٹری کے ٹکٹوں کی فروخت ممنوع

حکومت ایران نے ایک قانون پاس کیا ہے جس کے رو سے غیر ممالک کی لاٹریوں کے ٹکٹوں کی فروخت [illegible] ممنوع قرار دے دی گئی ہے۔ اس قانون کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ اخبارات نے احتجاج کیا تھا۔ کہ غیر ممالک کی لاٹریوں کے ٹکٹوں کے ذریعہ ملک کا بہت سا روپیہ باہر چلا جاتا ہے۔ اور پھر انعامات کی صورت میں جو روپیہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں سے ایرانیوں کا حصہ بہت کم ہے۔ اور اس طرح یہ تجارت ایران کے لئے بہت خسارہ کا موجب ہورہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

91

نمبر ۹۳ قادیان دار الامان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۳ء جلد ۲۰

اچھوتوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی مخلصانہ مساعی

اچھوتوں کے نام نہاد خیر خواہ ہندوؤں کی فتنہ اندازیاں

ہندوؤں کا انسانیت سوز سلوک

اچھوت اقوام کو جنہیں ہندوؤں نے صدیوں کے انسانیت کش اور اخلاق سوز ظلم وستم۔ اور جور و تشدد سے قعر ذلت میں ڈال رکھا ہے۔ جب اپنی حالتِ زار کا کچھ نہ کچھ احساس پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اپنی اصلاح کی کسی قدر کوشش شروع کی۔ تو تمام کے تمام ہندوؤں کے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہوگئی۔ اور ہونی بھی چاہیئے تھی۔ کیونکہ ایک طرف تو انہیں یہ خیال آیا۔ کہ وہ اقوام جن کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہوئے ان سے مختلف اقسام کی خدمات لیتے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے کئی قسم کے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ پہلے کی طرح ان کی غلامی کے پھندے میں گرفتار نہ رہیں گی۔ اور دوسری طرف انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کی مذہبی اور مقدس کتب میں ان اقوام کے متعلق جو احکام درج ہیں وہ ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ کہ جن لوگوں کا نام انہوں نے اچھوت رکھا ہوا ہے۔ انہیں اپنے جیسا انسان سمجھیں۔ اور اپنے مساوی حقوق کے حقدار قرار دیں۔

اچھوتوں میں بیداری

یہ دو باتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے ہندو اچھوت اقوام کی ترقی کے رستہ میں پہاڑ بن کر کھڑے ہوگئے۔ اور ہر ممکن کوشش کی کہ اچھوت اقوام تباہی و بربادی اور ذلت و ادبار کے اس گہرے گڑھے سے نہ نکل سکیں جس میں ہندوؤں نے انہیں گرا رکھا ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو اب منظور نہیں۔ کہ اس کی مخلوق کا ایک بہت بڑا حصہ جسے ہندوؤں نے اچھوت قرار دیکر انسانیت کے درجہ سے معزول کیا ہوا ہے۔ مظلوم اور مقہور ہی بنا رہے۔ اس لئے اس نے ان اقوام میں بیداری پیدا کرنی شروع کر دی۔ اور ان کا یہ احساس روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے۔ کہ وہ بھی خدا کے ایسے ہی بندے ہیں۔ جیسا کہ وہ لوگ۔ جو ان کی تباہی و بربادی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اور انہیں بھی اسی طرح دنیا میں عزت و توقیر حاصل کرنے کا حق ہے۔ جس طرح دوسرے لوگوں کو ہے

اچھوتوں کو طفل تسلیاں

آخر جب ہندوؤں نے یہ دیکھا۔ کہ اب اچھوت اقوام پر پہلے کی طرح قابو پائے رکھنا ناممکن ہو رہا ہے۔ تو ان میں سے اس گروہ نے جس کے نزدیک سیاسی فوائد اور اغراض کے مقابلہ میں مذہب کی کوئی حقیقت نہیں۔ محض باتوں سے اچھوتوں کو مطمئن کرنا چاہا۔ انہیں ترقی اور اصلاح کرنے کے مواقع دینے کے وعدے دیئے۔ مگر اصل میں ایسی کوشش جاری رکھی۔ کہ سب کچھ اپنے قبضہ میں رکھیں اور اچھوت ان کے ہی دست نگر بنے رہیں۔

اچھوتوں کا حکومت سے مطالبہ

یہ بات چونکہ اچھوتوں پر واضح ہو چکی تھی۔ اور انہیں ہندوؤں کے جبر و ستم کا نہایت تلخ تجربہ ہو چکا تھا اس لئے ان کے نمائندوں نے حکومت سے نئی ملکی اصلاحات میں اپنے لئے علیحدہ حقوق کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبہ کی اور تو اور گاندھی جی نے بھی جو ہندوؤں کے لئے مکمل آزادی طلب کر رہے تھے۔ شدید مخالفت کی۔ اور دوسری گول میز کانفرنس میں اعلان کر دیا۔ کہ "اگر اچھوت اقوام کو جداگانہ طریق انتخاب دیا گیا۔ تو میں اس کی مزاحمت کرنے میں اپنی جان تک دے دوں گا" لیکن حکومت پر اس دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا۔

اچھوتوں سے گاندھی جی کا سمجھوتہ

جب وزیر اعظم نے اپنے اعلان میں ایک حد تک اچھوتوں کے لئے جداگانہ طریق انتخاب منظور کر لیا۔ تو گاندھی جی نے کہنے کو تو فاقہ کشی شروع کر دی۔ لیکن اسے انجام تک پہنچانے کی بجائے اچھوتوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اپنے خیالات میں اس قدر تغیر پیدا کر لیا۔ کہ وہی ڈاکٹر امبیدکر جسے پہلے گاندھی جی اچھوتوں کا نمائندہ تسلیم کرنے۔ اور اس سے سنجیدہ مخاطب کرنے کے بھی روادار نہ تھے۔ اسی کو اچھوتوں کا وا[حد] تسلیم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور اس کے خیالات کی اس حیرت [انگیز] طریق سے تائید کی۔ کہ آخر اسے کہنا پڑا۔ "مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو[تی] تھی۔ کہ وہ شخص (گاندھی جی) جو گول میز کانفرنس میں میرے خیالا[ت] کے برعکس خیالات رکھتا تھا۔ فریق مخالف کی امداد کرنے کی بجا[ئے] فوراً میرے زاویہ نگاہ کی تائید کرتا تھا۔ مجھے صرف اس بات [کا] رنج ہے۔ کہ گاندھی جی نے گول میز کانفرنس میں یہ رویہ کیوں اختیار نہ کیا۔ اگر انہوں نے اس وقت میرے نقطہ نگاہ کی اتنی ہی قدر کی ہوتی۔ تو آج انہیں اس قدر مشکلات سے نہ گزرنا پڑتا"

گاندھی جی کی ناکامی

ان حالات میں اچھوتوں سے سمجھوتہ ہو جانا مشکل نہ تھا۔ چنانچہ ہو گیا۔ اور اچھوتوں نے جو کچھ کہا۔ گاندھی جی نے اسے تسلیم کر کے فاقہ کشی ترک کر دی۔ اس کے بعد گاندھی جی نے اچھوتوں سے اپنی ہمدردی اور خیر خواہی ظاہر کرنے۔ اور سمجھوتہ کے رو سے اپنی معمولی سی ذمہ واری اتنی معمولی سی کہ ڈاکٹر امبیدکر نے اسے کوئی وقعت نہ دینے۔ بلکہ اس سے اچھوتوں کے دستبردار ہو جانے کا اعلان کر دیا۔ ادا کرنے کے لئے ایک مندر کا دروازہ کھلوانا چاہا۔ اور نہ کھلنے کی صورت میں بھوکے رہ کر جان دے دینے کی دھمکی دی۔ لیکن اس کا جو انجام ہو چکا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہو گیا۔ کہ راسخ الاعتقاد ہندو ہرگز اچھوتوں کو اپنے جیسا انسان سمجھنے اور ان سے انسانیت کا معمولی سا برتاؤ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور گاندھی جی بھی اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ دوسرے یہ کہ گاندھی جی بھی صرف باتوں ہی باتوں سے اچھوتوں کا گھر پورا کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں ان کی خاطر کسی قسم کی تکلیف اٹھانے یا اپنے ہی کسی قول کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آمادہ نہیں۔

گاندھی جی کی غرض

ایک طرف گاندھی جی کے اس طریق عمل کو دیکھ کر۔ اور دوسری طرف اچھوتوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے والے ہندوؤں کے سامنے گاندھی جی کا یہ پروگرام رکھ کر۔ کہ "جو کچھ میں چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اچھوت اپنی ذات کے ہندوؤں میں مکمل طور پر جذب ہو جائیں" (پرتاپ ۹ نومبر ۱۹۳۲ء) ہر اس انسان کا جو اچھوت اقوام کی حقیقی خیر خواہی کا جذبہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔ فرض ہے کہ اچھوتوں کو ان خطرات سے آگاہ کرے۔ جو گاندھی جی۔ اور ان کے پیروؤں کے تیار کردہ دام کے نیچے پنہاں ہیں۔ اور انہیں بتائے۔ کہ ہندوؤں کی غرض یہ نہیں۔ کہ اچھوت ترقی کریں اور دنیا میں وہ درجہ حاصل کریں۔ جو ہندوؤں نے ان کا غصب کر رکھا ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اچھوت اپنی موجودہ حالت میں بھی باقی نہ رہیں۔ اور کلیتہً

ہندوؤں میں جذب ہو جائیں ؛

جماعت احمدیہ کی مخالفت کی وجہ

اس فرض کو چونکہ جماعت احمدیہ مخلصانہ اور منظم طور پر ادا کر رہی ہے۔ اس کا اعتراف ان ہندوؤں کو بھی ہے۔ جو یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ

"ہندوؤں کی طرف سے اچھوتوں کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک کیا گیا۔ وہ سب لوگوں پر اظہر من الشمس ہے۔ اور اچھوت اقوام کے دلوں میں صدہا سال کی اس ذلت کے بعد جو پیار۔ اور محبت ہندو قوم کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ اس کو ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں" (آریہ گزٹ ۱۷ر جنوری)

اس کوشش میں مصروف ہیں۔ کہ اچھوت ان کے قبضہ و تصرف سے رہائی نہ حاصل کرنے پائیں۔ چنانچہ "آریہ گزٹ" ہی لکھتا ہے:- "مسلمانوں میں سے جماعت احمدیہ قادیان اس مقصد کے حصول کے لئے خاص کوشش کر رہی ہے" اس لئے ایسے ہندو ایک طرف تو یہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ عام ہندوؤں کو جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کریں اور دوسری طرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکا کر اس مقصد میں رخنہ ڈالیں ؛

"آریہ گزٹ" اور جماعت احمدیہ

انہی اغراض کے ماتحت "آریہ گزٹ" نے احمدیوں کے متعلق حسب ذیل سطور قلم بند کی ہیں :-

"ان کے زیر نظر دو مقصد ہیں۔ اول ہندوؤں کو نقصان پہونچانا۔ احمدی جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے۔ اور مسلمانوں میں جو تبلیغی بیداری پائی جاتی ہے۔ وہ موجودہ زمانہ میں بہت حد تک احمدیوں کی جد وجہد کا نتیجہ ہے۔ احمدی جماعت ہندوؤں کی بہت سخت دشمن ہے۔ اور ہر ممکن طریقہ سے ہندو قوم کو نقصان پہنچانے میں کوشاں رہتی ہے۔ اور اس طریقہ سے بھی وہ ہندوؤں کو نقصان پہونچانے میں کامیابی کی امید رکھتے ہیں۔ دوسرا مقصد ان کے زیر نظر یہ ہے۔ کہ احمدیوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ اس وقت ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ دوسرے مسلمان ان کے بہت مخالف ہیں۔ اور ان میں نئے شامل ہونے والے بہت کم ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کو احمدی بنا کر مردم شماری میں ان کی تعداد بڑھائی جائے۔ اور پنجاب میں سیاسی اقتدار حاصل کیا جائے۔ اس وقت باوجود تھوڑے ہونے کے احمدی لوگ میدان سیاست میں کافی اثر رکھتے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ ان کی تنظیم۔ اور اپنے خلیفہ کی اطاعت کرنا ہے۔ کونسل کے تمام مسلمان ممبران کے ووٹوں کی ضرورت محسوس کر کے ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اور جب اچھوتوں کو ساتھ ملا کر ان کی تعداد میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ تو آسانی سے خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان کا سیاسی اثر کس قدر زیادہ ہو جائے گا۔ بلکہ مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے۔ کہ اگر جداگانہ انتخاب قائم رہا۔ تو زمانۂ مستقبل میں پنجاب پر در اصل خلیفۂ قادیان کی حکومت ہوگی"

جماعت احمدیہ ہندوؤں کی حقیقی خیر خواہ ہے

اس کے متعلق اول تو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ اچھوت اقوام کی ترقی اور بہتری کی کوشش کرتے ہوئے ہمارا مقصد ہندوؤں کو نقصان پہونچانا ہے۔ اور یہ کہ "احمدی جماعت ہندوؤں کی سخت دشمن ہے" "آریہ گزٹ" کا اپنا بیان ہے۔ کہ "احمدی جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے" اور ہماری تبلیغ صرف اچھوتوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کے لئے بھی ہے۔ ہم ہندوؤں کے بھی ایسے ہی خیر خواہ اور ہمدرد ہیں۔ جیسا کہ اچھوتوں کے۔ بلکہ جیسا کہ خود اپنے آپ کے۔ کیونکہ جس چیز کو ہم اپنے لئے دین و دنیا کی کامیابی اور کامرانی کا باعث سمجھتے ہیں۔ وہی ہندوؤں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یعنی اسلام۔ اب یہ ہندوؤں کا کام ہے۔ کہ اسے قبول کریں، یا رد کر دیں۔ اگر اچھوت اقوام اس نعمت کو حاصل کر لیں۔ جو ان کی ذلت اور ادبار کو دور کر سکتی ہے اور جس سے وہ انسانیت کے تمام حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ تو اس پر ہندوؤں کو برا نہیں منانا چاہیئے۔ بلکہ خود بھی اس سے مستفیض ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے ؛

اپنی تعداد بڑھانے کا مقصد

باقی رہا یہ کہ ہمارے پیش نظر اپنی تعداد بڑھانے کا مقصد ہے یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں۔ جس پر اعتراض کیا جا سکے۔ کونسی قوم ہے جو اپنی تعداد نہیں بڑھانا چاہتی۔ کیا ہندو اچھوتوں کو ان کی مرضی کے خلاف اسی لئے اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش نہیں کر رہے۔ کہ ان کی تعداد دوسری اقوام کے مقابلہ میں بڑھی رہے۔ پس جب ہندوؤں کے مدنظر بھی یہ مقصد ہے۔ تو پھر جماعت احمدیہ پر اعتراض کرنے کا کیا مطلب۔ ہاں ہندوؤں اور جماعت احمدیہ کے مقصد میں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ جماعت احمدیہ ان اقوام کو جنہیں ہندو اچھوت قرار دے کر بقول اپنے "انسانیت سوز سلوک" کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اپنے مساوی درجہ دیتی۔ اور تمام حقوق میں مساوی طور پر شریک کرنا چاہتی ہے۔ لیکن ہندو اچھوتوں کے ذریعہ اپنی تعداد تو بڑھاتے۔ اور مجموعی طور پر ہندوستان میں اکثریت تو حاصل کرتے ہیں۔ مگر ان کو مساوی حقوق دینا تو الگ رہا۔ اپنے پاس بھی پھٹکنے نہیں دیتے۔ یہ فرق اتنا بین ہے۔ کہ اچھوت اقوام بآسانی فیصلہ کر سکتی ہیں۔ انہیں کونسی راہ اختیار کرنی چاہیئے ؛

جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونیوالے

معلوم نہیں۔ "آریہ گزٹ" نے یہ کس بناء پر لکھ دیا۔ کہ چونکہ جماعت احمدیہ میں نئے شامل ہونے والے مسلمان بہت کم ہیں اس لئے وہ چاہتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کو احمدی بنا کر مردم شماری میں تعداد بڑھائی جائے۔ اگر "آریہ گزٹ" جماعت احمدیہ میں نئے شامل ہونے والوں کی فہرستیں ملاحظہ کرے۔ تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کی کثرت مسلمانوں ہی کی ہے۔ اور اچھوتوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اپنی جماعت میں شامل کرنا ہمارے لئے بہت آسان بھی ہے۔ اگر ہمارے مدنظر صرف تعداد بڑھانا ہی ہو۔ تو ہم اپنی تمام تبلیغی جد وجہد کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود کریں۔ لیکن ہم تعداد کے اضافہ کو خدا تعالےٰ کے سپرد کرتے ہوئے اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ خدا کی تمام مخلوق کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت۔ اور کسی قوم سے تعلق رکھتی ہو۔ دعوت اسلام دیں۔ تا جس کو بھی سعادت سے کچھ حصہ ملا ہو۔ وہ اس نعمت سے مستفیض ہو سکے ؛

جماعت احمدیہ اور سیاسیات

پھر "آریہ گزٹ" نے یہ لکھتے ہوئے۔ کہ "اس وقت باوجود تھوڑے ہونے کے احمدی لوگ میدان سیاست میں کافی اثر رکھتے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ انکی تنظیم اور اپنے خلیفہ کی اطاعت کرنا ہے۔ کونسل کے تمام مسلمان ممبران کے ووٹوں کی ضرورت محسوس کر کے ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتے" مسلمانوں کو یہ کہکر اکسایا ہے۔ کہ

"جب اچھوتوں کو ساتھ ملا کر ان کی تعداد میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ تو آسانی سے خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان کا سیاسی اثر کس قدر زیادہ ہو جائے گا۔ بلکہ مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے۔ کہ اگر جداگانہ انتخاب قائم رہا۔ تو زمانۂ مستقبل میں پنجاب پر در اصل خلیفۂ قادیان کی حکومت ہوگی"

لیکن جب ہم اچھوتوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں۔ اور مسلمان بفضل خدا کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ میں داخل بھی ہو رہے ہیں۔ تو پھر جماعت احمدیہ کو سیاسیات میں جو غلبہ حاصل ہوگا۔ وہ سارے مسلمانوں کا ہی غلبہ ہوگا۔ اور زمانۂ مستقبل میں پنجاب پر "خلیفۂ قادیان" کی حکومت کیا۔ دنیا میں "خلیفۂ قادیان" کے غلاموں کی حکومتیں ہونگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ خدا کا نوشتہ ہے۔ جو ضرور پورا ہوگا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس میں روک نہیں بن سکے گی۔ ہاں جن لوگوں کے ذریعہ یہ نوشتہ پورا ہوگا وہ کسی ایک قوم سے۔ احمدیت میں داخل شدہ نہ ہونگے۔ بلکہ دنیا کی ہر قوم کے سعید الفطرت افراد ہوں گے۔ کیونکہ جس طرح ہمیں خدا تعالےٰ کے اس وعدہ کے پورے ہونے کا یقین ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو ترقی کے اعلےٰ سے اعلیٰ مدارج حاصل ہونگے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی اس بشارت پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ کہ ساری دنیا کے لوگ قصر احمدیت میں داخل ہوں گے ؛

92

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ عید الفطر

حقیقی عید اسی کی ہے جسے خدا مل جائے

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہونیوالے کو خدا ضرور ملتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ر جنوری ۱۹۳۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

فطرت انسانی میں اللہ تعالےٰ نے خوشی اور غم کی دو لہریں جاری کی ہیں

غم کی لہر

کیا ہے۔ اس بات کی علامت ہے۔ کہ کوئی چیز کھوئی گئی ہے۔ اور

خوشی کی لہر

کیا ہے۔ اس بات کی خبر ہے۔ کہ کوئی چیز پائی گئی ہے۔ وہی باتیں جو ہم اپنی زبان سے کہتے۔ اور الفاظ سے ادا کرتے ہیں۔ ان کو ہماری فطرت احساسات سے ادا کرتی ہے۔ جس طرح ہم خوشی کے موقعہ پر دوسرے سے کہتے ہیں۔ مبارک ہو۔ اس کے مقابل طبیعت کیا کرتی ہے۔ دل میں خون کا دورہ پیدا ہوتی ہے۔ حرکت ہوتی ہے۔ اور ہم یوں محسوس کرتے ہیں۔ کہ گویا ہمیں کوئی چیز مل گئی ہے۔ اسی طرح جب کسی غم کے موقعہ پر ہم کسی سے کہتے ہیں بڑا افسوس ہے۔ تو طبیعت اس کے لئے دل پر ایک بوجھ ڈالتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ہم یوں محسوس کرتے ہیں۔ کہ طبیعت کسی بات میں لگتی نہیں۔ گویا کوئی چیز کھوئی گئی ہے۔ یہ

فطرت کی آواز

ہوتی ہے۔ جو بسا اوقات ہمیں بہت سی تباہیوں سے بچا لیتی ہے۔ فرض کرو کوئی شخص اعصابی کمزوری میں مبتلا ہے۔

اعصاب کا سلسلہ

اتنا باریک ہوتا ہے۔ کہ اس کے نقائص کو اطباء اور ڈاکٹر بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ چہ جائیکہ کسی اور انسان کو اس کا علم ہو۔ ایک شخص ڈاکٹر کے پاس جاتا۔ اور کہتا ہے میری طبیعت اداس رہتی ہے۔ اس سے ڈاکٹر سمجھ لیتا ہے کہ اس کے اعصاب کمزور ہو رہے ہیں۔ اور وہ اسے کوئی [illegible] ٹانک دیدیتا ہے۔ اعصابی کمزوری کے باعث اسے جو اداسی لاحق تھی۔ وہ گویا اس کی فطرت کی آواز تھی۔ جس نے اس کے

اندرونی نقص

سے اسے اطلاع دیدی۔ اور اسے بتا دیا۔ کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ تو غم اس بات کی علامت ہوتی ہے۔ کہ کوئی چیز کھوئی گئی ہے۔ اور خوشی اس بات کی۔ کہ کوئی چیز مل گئی ہے۔ اب یہ جو

عید کا دن

ہے۔ جسے ہم خوشی کا دن قرار دیتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ اس دن کیا چیز ہے۔ جو ہمیں مل گئی۔ میں نے کل کے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کہا۔ کہ بندے کے ہر نیک فعل میں اسے کوئی نہ کوئی انعام دیتا ہوں۔ لیکن

روزوں کے بدلہ میں

اپنی ذات اسے دے دیتا ہوں۔ گویا عید الفطر کے معنی کہ ایک ماہ روزے رکھنے سے

خدا تعالےٰ ہمیں مل گیا

اب سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا سچ مچ ہمیں خدا مل گیا ہے۔ کئی ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس ٹوٹی ہوئی طشتریوں کے چھوٹے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ انہیں وہ روپے کہتے ہیں۔ کنکر وغیرہ جمع کرکے انہیں ہیرے اور موتی قرار دیتے ہیں انہیں دیکھ کر وہ ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسا فی الواقعہ ہیرے موتی رکھنے والا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ جس کے پاس سچ مچ کے ہیرے موتی ہوں۔ اسے یہ فکر رہتا ہے۔ کہ کوئی انہیں چرا نہ لے۔ مگر پاگل کو یہ فکر بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی خوشی دراصل ہیرے موتی رکھنے والے سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کی خوشی

اصلی خوشی

ہے۔ کیونکہ وہ غلط طور پر خوش ہو رہا ہے۔ واقع میں اس کے پاس کچھ نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اصلی خوشی اسی کی ہوتی ہے جسے واقعہ میں کوئی چیز مل جائے۔ پس غور کرو۔ کہ تمہاری عید

سطحی اور بناوٹی

تو نہیں۔ اور اگر واقعہ میں روزوں یا کسی اور ذریعہ سے تم نے خدا کو پا لیا۔ تو تمہاری عید اتنی بڑی ہے۔ کہ اس کے مقابل

بادشاہوں کی عید بھی ہیچ

ہے۔ کیونکہ جسے خدا مل جائے۔ اس کے سامنے بادشاہ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ نبیوں کا حال تو اور ہوتا ہے۔ ان کے خادم اور غلام بھی ایسے ہو جاتے ہیں۔ کہ بادشاہوں کی ہستی ان کے مقابل کچھ نہیں ہوتی

نظام الدین اولیاء

ایک بزرگ دہلی میں ہوئے ہیں۔ جو بہت سے اولیاء کے پیر تھے۔ ہندوستان میں ان کے ذریعہ بہت ہدایت پھیلی ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ کوئی ایسی بات کی۔ کہ

تغلق خاندان کا بادشاہ

جو اس وقت ہندوستان پر فرمانروا تھا۔ ناراض ہو گیا۔ وہ اس وقت سفر پر جا رہا تھا۔ اس نے کہا۔ واپس آکر میں ان کو سزا دوں گا۔ مریدوں کو جب یہ اطلاع پہنچی۔ تو اس بات سے بہت فکر ہوا۔ اور جب بادشاہ واپس روانہ ہوا۔ تو یہ فکر اور بھی

ئے دہلی پہنچنے سے پہلے کوئی صلح کی کوشش کرنی چاہیئے
نے فرمایا۔ ہم نے کیا کوشش کرنی ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ
کے ہاتھ میں ہے۔ جو چاہے کرے۔ بادشاہ جب اور قریب
تو مریدوں کو اور فکر ہوا۔ اور انہوں نے پھر کہا۔ کہ اب تو
فاصلہ رہ گیا ہے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ کوئی غم نہ کرو

ہنوز دلی دور است

بادشاہ بالکل قریب آگیا۔ اور اسلامی بادشاہوں کا طریق
ہے۔ کہ وہ رات کے وقت شہر میں داخل نہیں ہوتے
۔ اور درحقیقت

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت

یہی ہے۔ بادشاہ بھی اس پر عمل کرتے تھے۔ چنانچہ جب
بادشاہ رات کے وقت شہر کے قریب پہنچا۔ تو رات کو باہر ہی
مقام کیا۔ اور اعلان ہوگیا۔ کہ کل داخلہ ہوگا۔ مریدوں نے
پھر کہا۔ کہ اب تو بادشاہ آیا ہی چاہتا ہے۔ مگر آپ نے پھر
یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دلی دور است۔ جب صبح ہوئی۔ تو ان
کے اخلاص مند مریدوں میں سخت گھبراہٹ تھی۔ کہ اب بادشاہ
شہر میں داخل ہوگا۔ اور معلوم نہیں کیا آفت آئے۔ مگر اطلاع
ملی۔ کہ بادشاہ کسی حادثہ سے فوراً مر گیا ہے۔ اور

اس کے بجائے اسکی لاش

شہر میں داخل ہوئی۔ تو اللہ تعالےٰ کا جو انسان ہو جائے
اس کے مقابلہ میں بادشاہ بھی ہیچ ہوتے ہیں۔ کیونکہ حقیقی
خوشی اسے ہی پہنچ سکتی ہے۔ جس کا خدا تعالےٰ سے تعلق
ہو۔ بادشاہتیں کیا چیز ہیں۔

غم و فکر کا انبار

ہیں۔ جن کے ساتھ کوئی تسلی نہیں۔ نبوتیں بھی غم و فکر کا انبار
ہوتی ہیں۔ مگر ان کے ساتھ تسلی ہوتی ہے۔ بادشاہ کی رات
بھی فکر میں بسر ہوتی ہے۔ اور دن بھی۔ مگر نبی جب لوگوں کے
غموں اور فکروں میں گھرا ہوا رات کو سوتا ہے۔ تو

اللہ تعالےٰ کے الہاموں کی لہر

انہیں بالکل دور کر دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا قول مجھے خوب یاد ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ بارہا ایسا
ہوتا ہے۔ کہ اس وقت سے کہ میں تکیہ پر سر رکھتا ہوں۔ خدا تعالےٰ
کی یہ وحی نازل ہونا شروع ہوتی ہے۔ انی مع الرسول اقوم
انی معاشر مع رسالاتہ اور اس وقت تک برابر جاری رہتی ہے
جب میں سر تکیہ سے اٹھاتا ہوں۔ اس الہام کے معنی یہ ہیں
کہ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔ دیکھوں تو کون اس
پر حملہ کرتا ہے۔ اور یہ کہ میں

…کے ساتھ

ہوتے ہوں۔ مگر بادشاہ کا دن بھی بے چینی سے گزرتا ہے
اور رات بھی۔ مگر نبی کی وہ طاقت جو غم و فکر کی وجہ سے زائل
ہوتی ہے۔ دنیا سے علیحدگی کے وقت دوبارہ قائم ہو جاتی ہے
پھر

بادشاہ کا غم

اپنی جان کے لئے ہوتا ہے۔ مگر انبیاء کا دوسروں کے لئے
بادشاہ کو یہ فکر ہوتا ہے۔ کہ کہیں میں نہ مارا جاؤں۔ مگر

نبی کا فکر

اس لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ دوسرے لوگ ہلاک
ہو جائیں۔ جب یہ حالت ہو۔ تو یہ عید تو ایک عید ہے۔ مگر وہ
کیا عید ہے جب انسان کے اندر خدا تعالےٰ کی محبت کا کوئی
ذرہ نہ ہو۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ

ہر شخص کو یہ مقام

حاصل ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہر شخص محمدؐ یا موسیٰؑ یا عیسیٰؑ ہو سکتا
ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ اگر انسان کے دل میں

اللہ تعالےٰ کی محبت کا ایک ذرہ

بھی قائم ہوگیا۔ تو پھر حقیقتاً اس کی عید ہو جاتی ہے۔ کیونکہ
اگر ایک گھر میں ہزار لیمپ بھی رکھے ہوں۔ مگر دیا سلائی نہ
ہو۔ تو گھر والوں کو فکر رہے گا۔ کہ معلوم نہیں۔ اندھیرے میں
کیا گزرے۔ لیکن اگر ایک گھر میں پیسے کی چار چار بکنے والی
ایک موم بتی بھی ہو۔ اور پھر ساتھ ہی دیا سلائی یا آگ بھی ہو
تو انہیں کوئی فکر نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر ذرا بھی کھٹکا ہو۔ تو وہ جلا کر
دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی کے دل میں اللہ تعالےٰ کی
محبت کا ایک ذرہ بھی پیدا ہوگیا۔ تو سمجھو اسے خزانہ حاصل
ہوگیا۔ اب ہمت کی دیر ہے۔ جب وہ ذرا توجہ کریگا۔ اسی چنگاری
سے آگ مشتعل ہو جائے گی۔ پس اگر کوئی شخص رمضان کے
بعد یہ دیکھے۔ کہ

محبتِ الٰہی کی ایک چنگاری

بھی اس کے اندر پیدا ہوگئی ہے۔ اگر وہ محبت کا جذبہ اپنے
اندر محسوس کرے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ یہ جذبہ اس کے دماغ سے اتر
کر اس کے دل میں آگیا ہے۔ تو وہ سمجھے۔ کہ اسے خدا مل
گیا۔ گو اپنے

ظرف کے مطابق

ہی ملا۔ لیکن خواہ تھوڑا ملا یا بہت اس کی عید

حقیقی عید

ہے نہ صرف اس کی بلکہ اس سے ملنے والوں کی بھی۔ کیونکہ جس
کے اندر اللہ تعالےٰ کی محبت ہو۔ اسے ایک

مقناطیسی طاقت

گرم ہو جاتا ہے۔ اور خواہ آگ کی چنگاری چنے کے دانے کے
برابر ہو۔ اسے اٹھانے والے کا ہاتھ حرارت محسوس کرتا ہے۔ اسی
طرح جس کے اندر خدا تعالےٰ کے عشق کی چنگاری ہو۔ اس کے
پاس بیٹھنے والے بھی اس کا اثر محسوس کریں گے۔ جس کے
دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت کی چنگاری ہو۔ اس کے

بیوی بچے

بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ بلکہ دوست احباب
بھی۔ خدا تعالےٰ نے آگ میں نور رکھا ہے۔ اور روشنی کبھی اپنی
جگہ محدود نہیں رہ سکتی۔ وہ ضرور باہر نکلتی ہے۔

سیاہی اور ظلمت کا دائرہ

محدود ہوتا ہے۔ مگر روشنی ہمیشہ پھیلنے کی کوشش کرتی ہے وہ

کرم شب چراغ

جو رات کے وقت چمکتا ہے۔ کتنا چھوٹا سا ہوتا ہے۔ مگر کس طرح
دور سے اس کی روشنی رات کے وقت نظر آتی ہے۔ مسافر
جب گاؤں کے قریب آتا ہے۔ تو کس طرح جھاڑیوں میں اسے
چمکتا دیکھ کر کہہ اٹھتا ہے۔ کہ وہ گاؤں آگیا۔ اسی طرح جس کے
دل میں خدا تعالےٰ کی محبت کی چنگاری ہو۔ اگر اس کرم شب
چراغ کے برابر بھی ہو۔ تب بھی وہ دوسروں کو روشنی پہنچائیگا۔
اور خود ترقی کرتا جائے گا۔ ممکن نہیں کوئی خدا کا ہو جائے۔ اور

سورج۔ چاند یا ستارہ

نہ بنے۔ قرآن کریم میں اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا
گیا ہے۔ کہ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض جو اللہ تعالےٰ
سے ذرا بھی تعلق پیدا کرے۔ وہ اس نور کو لے لیتا ہے۔ اور
جب وہ حاصل ہوگیا۔ تو پھر دوسروں کو بھی روشن کر دیتا ہے
خواہ وہ ایسا نہ بھی کرنا چاہے۔ اگر سورج چاہے بھی کہ اپنی
روشنی دوسروں کو نہ دے۔ تب بھی وہ ایسا نہیں کر سکتا۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے:۔
”میرے لئے یہ کافی تھا۔ کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے
اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا
اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا۔ اور نہ مجھے یہ خواہش تھی۔ کہ کوئی
مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے
نکالا۔ میں نے چاہا۔ کہ میں پوشیدہ رہوں۔ اور پوشیدہ مروں
مگر اس نے کہا۔ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ
شہرت دوں گا۔“
تو نور کا خاصہ ہے۔ کہ ظاہر ہو۔ وہ کہاں چھپ کر رہ سکتا
ہے۔ پس جب انسان اللہ تعالےٰ کی محبت اپنے اندر پیدا
کرے۔ تو نہ صرف اس میں بلکہ اس کے ملنے والوں میں بھی

ایک پاک تبدیلی

ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ لاکھوں انسانوں کے اندر وہ

تبدیلی نامکمل ہو۔ مگر پھر بھی نور ضرور ظاہر ہوکر رہتا ہے جس طرح کالے کپڑے کی اوٹ میں اگر بتی جلائی جائے۔ تو بھی روشنی نکلیگی ضرور۔ اسی طرح ممکن ہے۔ کہ محبت الٰہی کی روشنی پر

گناہوں کی سیاہ چادر

پڑی ہو۔ مگر وہ صرف اس کے نور کو کم کر سکے گی۔ مٹا نہیں سکتی اور جب کوئی انسان ایسا ہو جائے۔ تو پھر اسے خدا کہتا ہے۔ کہ اب تیرا حق ہے۔ کہ میری نعمتوں سے فائدہ اٹھائے قرآن کریم نے

دوستوں کے ہاں سے کھانا جائز

قرار دیا ہے۔ مگر غیر کے ہاں سے کھانے کا کسی کو حق نہیں ہوتا۔ جب تک انسان خدا کا نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک خدا کی نعمتیں استعمال کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ ہاں جب کوئی خدا کا ہو جائے۔ تو اس وقت اچھا کھانا پینا۔ اور پہننا اس کا حق ہو جاتا ہے۔ بلکہ نہ کھانا موجب ناراضگی ہوتا ہے۔ دیکھو اگر ہم کسی دوست کے سامنے کچھ کھانے کے لئے رکھیں مگر وہ نہ کھائے۔ تو ہم ناراض ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی غیر کسی کی کوئی چیز استعمال کرلے۔ تو وہ برا مناتا ہے۔ بلکہ اگر کسی کی طبیعت میں حیا نہ ہو۔ تو لڑ پڑے گا۔ ورنہ چپ رہیگا۔ لیکن رنج ضرور محسوس کریگا۔

پس جس کا خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق نہیں۔ اس کا کوئی حق نہیں۔ کہ اس کی پیدا کی ہوئی چیزیں استعمال کرے لیکن خدا سے جس کا تعلق ہو جائے۔ اسے خود خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ کھاؤ پیو۔ اور عید کا دراصل یہی مطلب ہے۔ کہ ہم نے رمضان میں روزے رکھے۔ یعنی کہا نہیں کھائینگے۔ جب تک خدا تعالےٰ ہمارا نہ ہو جائے۔ مگر آج خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ میرے بندے خوش ہو جا۔ کہ میں تیرا ہو گیا۔ بس تو کھا۔ اور پی۔ یہ گفتگو ۲۹ یا ۳۰ دن تک برابر قائم رہتی ہے۔ اور پھر فیصلہ ہوتا ہے اگر تم خدا تعالےٰ کے کلام کو غور سے پڑھنے والے ہو تو تمہیں پتہ لگیگا۔ کہ یہ رمضان

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس وعدہ کی تکمیل

ہے۔ جو ان سے تیس راتوں کا کیا گیا تھا۔ مگر چالیس میں پورا کیا گیا۔ لیکن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے تیس دن میں ہی مکمل کیا گیا۔ گویا حضرت موسیٰ کو چالیس دن کے بعد خدا ملا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی امت کو تیس دنوں میں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر جانا پڑا۔ مگر ہمارے گھروں میں خدا آگیا۔ اور بعض دفعہ تو تیس سے بھی ایک کم کرکے ۲۹ میں مل جاتا ہے۔ یہ وہی

تلاشین لیلۃ

ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہ وعدہ پوری طرح پورا نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ کی امت نے غداری کی۔ اور کہدیا۔ کہ جا تو اور تیرا رب لڑتے پھرو۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماننے والوں نے کہا۔ کہ جب ہم نے آپ کو رسول مان لیا۔ تو باقی کیا رہ گیا۔ اگر آپ سمندر میں بھی گھوڑے ڈالنے کو کہیں گے۔ تو ہم کبھی مونہہ نہ موڑیں گے۔ غرض خدا تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام بھی موسیٰ ہے۔ مگر بنی اسرائیل کے موسیٰ کے ساتھ نہیں۔ بلکہ بنی اسماعیل کے موسیٰ کے ساتھ یہ وعدہ پورا ہوا۔ پس

بندے اور خدا کے درمیان

۳۰ دن تک یہ گفتگو جاری رہتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ اچھا میں تیرا ہو گیا۔ اب تو میری نعمتیں کھا سکتا ہے آج عید کے دن کھانا کھانا حرام نہیں۔ بلکہ نہ کھانا حرام ہے کیونکہ آج

میرا تیرا دوستانہ

ہو گیا ہے۔ میری چیزیں اب تیری ہیں۔ اگر آج تو نہ کھائے گا تو میں ناراض ہونگا۔ یہی تعلق جب بڑھتا ہے۔ اور انسان ترقی کرتا ہے۔ تو ایسے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ بسا اوقات اسے

اللہ تعالےٰ الفاظ میں

کہتا ہے۔ کہ کھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سے سید عبدالقادر جیلانی اس

مقام کے خاص مظہر

تھے۔ ویسے بھی ان کو باقی صلحاء پر یہ فضیلت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو جو بلحاظ مدارج

کئی نبیوں سے بھی افضل

ہیں۔ اور صرف محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب ہو کر ایسے مقام پر پہنچے۔ کہ

نبیوں کو بھی اس مقام پر رشک

ہے۔ عبدالقادر کا نام دیا گیا۔ سید عبدالقادر اس مقام کے خاص مظہر تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ مجھے کہتا ہے۔ عبدالقادر تجھے میری ہی قسم۔ کھا۔ تب میں کھاتا ہوں۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے عبدالقادر تجھے میری ہی قسم۔ یہ کپڑا پہن۔ تب میں پہنتا ہوں تو بسا اوقات ایک بندہ ایسے مقام پر جا پہنچتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس طرح اس سے معاملہ کرتا ہے۔ تب اگر وہ نہ کھائے۔ اور نہ پہنے۔ تو گنہگار بنتا ہے۔ ایسے انسان کی گویا ہر حرکت خواہ وہ دنیوی ہی کیوں نہ ہو۔ خدا تعالےٰ دین بنا دیتا ہے۔ اس کا کھانا پینا اور پہننا بھی اس کے لئے

ثواب کا موجب

ہو جاتا ہے۔ وہ چونکہ خدا تعالےٰ کے حکم سے کھاتا ہے۔ اور خدا کے حکم سے جو کچھ کھایا جائے۔ وہ ایسی ہی عبادت ہے جیسے نماز اور روزہ۔ اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے بیمار روزہ کے دنوں میں کھائے۔ رمضان میں دن کو کھانا پینا گناہ ہے۔ مگر بیمار چونکہ

اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت

کھاتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے ثواب کا موجب ہے وہ تو بیماری کے باوجود روزہ رکھنے کو تیار تھا۔ اور اس بات پر بالکل آمادہ تھا۔ کہ

خدا کی راہ میں بھوکا

رہ کر جان تک دیدے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے چونکہ اسے حکم دیا۔ کہ کھا۔ اس لئے کھاتا ہے۔ اور اس لئے اس کا کھانا بھی ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ وہ خواہ تمام قسم کی مرغن غذائیں کھائے اسے ثواب ہی ہوگا۔ یہ حالت تو عوام کی ہے۔ مگر خواص پر خاص اوقات میں بھی اللہ تعالےٰ یہی حالت وارد کرتا ہے میں پہلے بھی کئی بار سنا چکا ہوں۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سخت کھانسی میں مبتلا

ہوئے۔ ایسی شدید کھانسی تھی۔ کہ اخباروں میں اس کا ذکر پڑھکر عبدالحکیم نے لکھدیا۔ کہ آپ مسل سے فوت ہوں گے۔ ان دنوں چونکہ میری ڈیوٹی آپ کو دوا پلانے کی تھی۔ اس لئے میں بھی اپنے آپ کو نصف ڈاکٹر سمجھتا تھا۔ ایک دن کہیں سے پھل آیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا پھل ہے۔ میں نے بتایا۔ کیلا ہے۔ سنگترہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قریب کرو۔ میں نے قریب تو کر دیا۔ کیونکہ حکم تھا۔ مگر عرض کیا۔ کیلا کھانا آپ کے لئے مضر ہوگا۔ آپ مسکراتے جاتے۔ اور کھاتے جاتے۔ میں اپنے دل میں کڑھ رہا تھا۔ کہ تکلیف بڑھ جائے گی۔ آخر آپنے فرمایا۔ مجھے ابھی الہام ہوا ہے کھانسی دور ہو گئی۔ جو چاہو کھاؤ۔ میں اپنی جہالت کی وجہ سے کڑھ رہا تھا۔ مگر آپ اپنے علم کے مطابق ہنس رہے تھے۔ کہ

خدا تعالےٰ کا حکم

پورا کر رہا ہوں۔ ایسی حالت میں پرہیز الٹا گناہ ہوتا ہے۔ بہت سے نادان ایسے لوگوں پر اعتراض بھی کر بیٹھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ وہ مکان جو مسجد اقصیٰ کے قریب ہے۔ اور جس میں اب خدا کے فضل سے ہمارے دفاتر ہیں۔ یہ ایک ہندو ڈپٹی نے بنایا تھا۔ جب یہ اونچا بنا۔ تو لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ کہ اس طرح آپ کے مکانوں کی بے پردگی ہوگی۔ آپنے فرمایا۔ کوئی فکر کی بات نہیں

بادشاہ کے مکان کے پاس

جو مکان بنایا جاتا ہے۔ وہ آخر شاہی کیمپ میں ہی داخل ہو جاتا ہے۔ آخر مکان بنانے والا مر گیا۔ اس کی اولاد بھی تباہ ہو گئی۔ اور مکان ہمارے پاس فروخت ہو گیا۔ وہ ڈپٹی صاحب ایک دن مکان کے باہر بیٹھے تھے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ درس دے کر آ رہے تھے۔ اس نے کہا مولوی صاحب آپ سے میں ایک بات پوچھنی چاہتا ہوں اگر آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا پوچھو۔ اس نے کہا سنا ہے مرزا صاحب

بادام روغن اور پلاؤ

بھی کھا لیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں نے کہا ہاں ہمارے ہاں حلال ہے۔ کہنے لگا۔ کیا خدا رسیدہ لوگوں کے لئے بھی حلال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہمارے ہاں ان کے لئے بھی حلال ہے۔ تو نادان انسان کئی چیزوں پر اعتراض کرتا ہے اور کئی دفعہ دوست بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ احتیاط نہیں کی جاتی۔ یہ

محبت کے اعتراض

ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے یوں پہرہ کا انتظام نہیں ہوتا۔ اس طرح نگرانی نہیں کی جاتی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ دنیوی سامان بھی چاہئیں۔ لیکن جو انسان ایسا ہو جائے۔ کہ اس کی

موت و حیات

سب خدا کے لئے ہو۔ اس کا حافظ خود اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اگر خدا موت لاتا ہے تو وہ بھی اس انسان کی حفاظت کے لئے ہی ہوتی ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ پسند کرے۔ کہ فلاں بندے پر موت آ جائے۔ تو پھر اس رنگ کی موت زندگی سے اچھی ہو گی۔ ہاں خدا تعالےٰ کے

ظاہری قانون کا احترام

قائم رکھنے کے لئے حکم ہے کہ ظاہری سامان بھی کرو۔ تا لوگ توکل سے محروم نہ ہو جائیں۔ توکل کا لفظ سن کر شاید بعض لوگ حیران ہوں۔ لیکن میں جو

توکل کے معنی

کرتا ہوں۔ وہ عوام الناس سے مختلف ہیں۔ میں نے کچھ دن ہوئے اسی رمضان میں

ایک رؤیاء

دیکھا۔ کہ ایک بڑا ہجوم ہے ایسا ہی جیسا کہ اب آپ لوگ بیٹھے ہیں۔ میں اس میں بیٹھا ہوں۔ اور ایک دو غیر احمدی بھی میرے پاس بیٹھے ہیں۔ کچھ لوگ مجھے دبا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص جو سامنے کی طرف بیٹھا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ میرا ازار بند پکڑ کر گرہ کھولنی چاہی۔ میں نے سمجھا۔ اس کا ہاتھ اتفاقاً جا لگا ہے۔ اور میں نے ازار بند پکڑ کر اس کی جگہ پر اٹکا دیا۔ پھر دوبارہ اس نے ایسی ہی حرکت کی۔ اور میں نے پھر بھی یہی سمجھا۔ کہ اتفاقیہ اس سے ایسا ہوا ہے اور پھر ازار بند اڑس لیا۔ تیسری دفعہ پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ تب مجھے اس کی بدنیتی کے متعلق شبہ ہوا۔ اور میں نے اسے روکا نہیں۔ جب تک کہ میں نے دیکھ نہ لیا۔ کہ بالارادہ ایسا کر رہا ہے تاکہ جب میں کھڑا ہوں۔ تو ننگا ہو جاؤں اور لوگوں میں میری سبکی ہو۔ اس پر میں نے اسے ڈانٹا اور کہا ۔۔ تو جانتا نہیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے عبد القادر بنایا ہے

اور کہا کوئی ہے۔ اس پر معلوم ہوا۔ کہ ہجوم میں بھی بعض اس کے ساتھی ہیں۔ جو حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن جب میں نے کہا کہ کوئی ہے۔ تو دو نوجوان لڑکے جن کے ابھی ڈاڑھی نہیں اُگی تھی۔ آگے بڑھے میں سمجھتا ہوں۔ یہ

اللہ تعالےٰ کے فرشتے

ہیں۔ انہوں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا۔ ہٹ جاؤ۔ اور ایسا معلوم ہوا۔ گویا سب کو گرفتار کر کے ایک طرف کھڑا کر دیا گیا ہے۔ مجھے خیال ہوا۔ کہ کہیں یہ غیر احمدی یہ نہ سمجھیں۔ کہ میں نے اس شخص کو یونہی ڈانٹا ہے۔ اس پر میں انہیں کہتا ہوں۔ اس نے پہلے بھی دو بار ایسا کیا۔ مگر میں نے

حسن ظنی سے کام

لیا اور تیسری دفعہ معلوم کیا۔ کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ کہ مجھے ننگا کرنا چاہتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا۔ کہ میں کون ہوں۔ تب اسی وقت رؤیاء میں ہی میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ

عبد القادر سے مراد

یہ ہے۔ کہ بندہ ایک ایسے مقام پر پہونچ جاتا ہے۔ کہ اس کے سب کام اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی خواہ کتنا طاقتور کیوں نہ ہو۔ اس پر حملہ نہیں کر سکتا۔ حملہ ہمیشہ کمزوریوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مگر جس کا کھانا پینا پہننا بھی عبادت ہو جائے۔ اس پر حملہ کرنا

خدا پر حملہ

کرنا ہوتا ہے۔ تو بہت سے دوست ہیں۔ جو لگتے رہتے ہیں۔ یوں حفاظت ہونی چاہیئے۔ یوں پہرے ہونے چاہئیں۔ اور ہم انتظام کرتے بھی ہیں۔ مگر صرف

خدا تعالیٰ کا حکم پورا کرنے کیلئے

ورنہ اگر ہماری حفاظت کا حصر سامانوں پر ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت کے ساتھ سامان بھی عطا کرتا۔ لیکن جب سامانوں کے لحاظ سے ہماری یہ حالت ہے کہ عید کے دن بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے لوگ ہیں۔ جنہیں پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملا ہوگا اور اس لحاظ سے عید کے دن بھی ان کا روزہ ہی ہے۔ تو اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ وہ سامانوں سے کام لینے کا حکم دینے کے باوجود

بغیر سامانوں کے ہماری حفاظت

کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کا منشاء یہی ہے کہ اس کے فرشتے خود ہمارا کام کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں عبد القادر قرار دیا گیا ہے۔ وہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

یعنی تیری مدد کے لئے ہم لوگوں کو اٹھائیں گے اور بذریعہ وحی انہیں تحریک کریں گے۔ اور یہی معنے عبد القادر کے ہیں۔ جو چیز بھی آپ کے پاس آئی۔ وہ گویا خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش کی جاتی تھی۔ کیونکہ خدا ہی اس کے لئے لوگوں کو تحریک کرتا اور وہ وحی کے ماتحت آتی تھی۔ تو جو بات سید عبد القادر کو کبھی کبھی میسر آتی تھی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر روز حاصل تھی۔ اور ہر تحفہ میں خواہ وہ کسی نوعیت کا ہوتا۔ موجود ہوتی تھی۔ کیونکہ ینصرک کے معنے یہ ہیں۔ کہ جتنے تیری مدد کرنے والے ہوں گے ہم انہیں وحی کریں گے

اسی کیفیت کا نقشہ

یہ عید ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔ کہ اس کا کوئی بندہ کسی نعمت سے محروم رہے۔ اس لئے وہی چیز جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری عمر حاصل رہی۔ جو سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی کبھی حاصل ہوتی تھی۔ وہ

سال میں ایک دفعہ ہر مومن کو

مل جاتی ہے۔ اور آج کے دن ادنیٰ مومن بھی سید عبد القادر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بات میں شریک ہو جاتا ہے البتہ اتنا ہی فرق ہے کہ جتنا شاہی دعوت میں خاص اور عام آدمیوں کے متعلق ہو جاتا ہے۔ کہ جب بادشاہ کی طرف سے دعوت ہوتی ہے تو بعض کو گھر پر بلا کر کھلایا جاتا ہے۔ اور بعض کے ہاں کھانا بھیج دیا جاتا ہے۔ حضرت سید عبد القادر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو گھر بلا کر کھلایا گیا۔ اور کچھ عام طور پر تقسیم کر دیا گیا۔ جو آج ہر ایک احمدی کے گھر میں پکا ہے پس

عید کا مقام

یہ ہے کہ کھانا پینا بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے۔ اور یہی اصل عید ہے اسے حاصل کرو۔ مگر یہ حاصل ہوتی روزوں سے ہے۔ گویا تکلیف پانے سے ملتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب گورداسپور میں مقدمہ دائر تھا تو روپیہ کی تنگی تھی۔ اخراجات بڑھ گئے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت بعض لوگوں کو تحریک کی گئی اور جنہیں تحریک کی گئی۔ ان میں ایک

ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب

بھی تھے۔ اس موقعہ پر ان کے گھر میں جو کچھ تھا۔ انہوں نے جمع کر

سب بھجوادیا۔ اور لکھدیا۔ کہ آئندہ بھی جو آمدنی ہوگی۔ وہ بھیجتا رہوں گا۔ چنانچہ تنخواہ اور پریکٹس سے جو کچھ انہیں ملتا۔ اسے بھیج دیتے۔ ایک دوست نے جو ان دنوں ان کے مہمان تھے سنایا۔ کہ میں نے کہا۔ سب کچھ وہاں بھیج دیتے ہیں۔ اپنے لئے کیوں کچھ نہیں رکھتے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہاں اب وقت ایسا ہی ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکو ایک چٹھی لکھی۔ جو میں نے خود پڑھی ہے۔ اسمیں آپ نے لکھا۔ آپ نے

قربانی کی حد کردی

اب آپ کو چندہ دینے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ آپ نے فرمایا ہے جو تین ماہ چندہ نہ دے۔ وہ جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ یہ چٹھی اب بھی شاید خلیفہ صاحب مرحوم کے گھر میں ہو۔ وہ اس کے بعد بھی چندہ دیتے تھے۔ اور انہیں دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ پہلے وہ فرض ادا کرتے تھے۔ اور بعد میں

شکریہ کے طور پر

دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ماتحت جو کتاب لکھی۔ اس میں ہمیں

وصیت سے مستثنیٰ

کیا ہے۔ میرے دل میں ہمیشہ ایک خلش سی رہتی تھی۔ کہ ہمیں قربانی کے ایک موقعہ سے محروم کردیا گیا۔ مگر پھر خیال آیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس قدر عبادت کرتے تھے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب گناہ معاف کردیئے تو آپ اس قدر تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً یعنی کیا میں

شکر گزار بندہ

نہ ہوں۔ ایسے مقام پر پہنچ کر فرضاً اور وجوباً نہیں۔ تو شکریہ کے طور پر عمل ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے ایسا طریق اختیار کیا۔ کہ میرا چندہ موصیوں کے چندوں سے زیادہ ہی ہو پھر مجھے یاد آیا۔ میرا ایک الہام بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد مجھے الہام ہوا

اعملوا آل داؤد شکرا

یعنے اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے مشقت اٹھا دیتا ہے۔ مگر ان کا فرض ہوتا ہے۔ کہ شکریہ کے طور پر پھر بھی عمل کریں۔ شاید یہ الہام میرے اسی وہم کے ازالہ کے لئے ہو۔ تو رمضان کے مقام پر عمل کرکے

عید کا مقام

آنا چاہیئے۔ اس کے بعد

شکر کا مقام

آتا ہے۔ پس یہ وہ سبق ہے۔ جو ہمیں عید دیتی ہے۔ اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ عید کچھ حاصل ہو جانے کا نام ہے۔ پس کوشش کرو۔ کہ خدا مل جائے۔ ابتدائی حالت سے مایوس مت ہو کیونکہ عید مایوسی سے بھی بچاتی ہے۔ دیکھو آج جن کے گھروں میں میت پڑی ہوگی۔ عید ان کے لئے بھی آئی ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ

عید سب کے لئے مقدر

ہے۔ یہ مت سمجھو۔ کہ حقیقی عید حاصل نہ ہوگی۔ مانگو تمہیں دیا جائیگا کھٹکھٹاؤ۔ تمہارے لئے کھولا جائیگا۔ پس مایوسی چھوڑ کر کوشش کرو۔ کہ عید ملے یعنی

خدا تعالیٰ کا قرب

حاصل ہو۔ یہ وہ چیز ہے۔ جس کے لئے بندے کو پیدا کیا جبدن یہ مل گئی۔ خواہ تھوڑی ہی ہو۔ اسی دن سمجھ لو۔ دروازہ کھل گیا۔ اور تعلقات قائم ہو گئے۔ پھر تم ہی انہیں توڑو تو توڑو۔ خدا تعالیٰ نہیں توڑے گا۔ اس نے فرمادیا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ یعنی ہم تعلقات نہیں توڑا کرتے۔ تم بے شک توڑو تو توڑ لو۔ اور اگر خود توڑو گے۔ تو تمہارا قصور ہوگا۔ تمہارے لئے

وسیع اور غیر محدود انعامات

کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر چاہو۔ تو آسانی سے حاصل کرسکتے ہو۔ صرف دل کی صفائی کی ضرورت ہے۔ پس

جلن اور سوزش

پیدا کرو۔ پھر پانچوں انگلیاں گھی میں ہوں گی۔ کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ خطبہ ثانی میں فرمایا:۔ میں اب دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ

جماعت کے لئے حقیقی عید

لائے۔ آپ بھی دعا کریں۔ اور بیرونی جماعتوں کو بھی شامل کریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی برکات دی ہیں۔ کہ بیعت کرتے ہی خدا تعالیٰ سے تعلق کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ پھر اپنی غفلت سے کوئی محروم ہو جائے۔ تو علیحدہ بات ہے۔ ورنہ

کوئی سچا احمدی

ایسا نہیں جسکی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسی گھڑی نہ آئی ہو۔ کہ اسے خدا تعالیٰ نہ ملا ہو۔ یہ خزانہ تو ہر ایک کو مل جاتا ہے۔ آگے اسے بڑھانا یا گھٹانا یا ضائع ہی کردینا اپنے اختیار میں ہے۔ میں یہ نہیں مان سکتا۔ کہ کسی احمدی کو خدا ملتا ہی نہیں۔ اگر تم کہو۔ کہ اس وقت سورج نہیں چڑھا ہوا۔ تو میں اسے مان سکتا ہوں۔ اور تمہارے قول کے مقابلہ میں اپنے حواس کو غلطی پر تسلیم کرسکتا ہوں۔ لیکن اس بات کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں مان سکتا۔ کہ کوئی شخص

سچے دل سے حضرت مسیح موعود پر ایمان

لایا۔ اور اسے خدا نہیں ملا۔ میں تمہارے قول کو اپنے حواس پر ترجیح دے سکتا ہوں۔ مگر خدا کے قول پر ترجیح نہیں دے سکتا کہتا ہے۔ کہ جو سچا ایمان لائے۔ اسے میں ضرور مل جاتا ہوں۔ ایک ساعت کے لئے اللہ تعالیٰ اسے ضرور مل جاتا ہے۔ پھر اگر تعلق چھوٹتا ہے۔ تو اس کا اپنا قصور ہے۔ پس تمہیں خدا مل چکا۔ کرو۔ کہ اب ہاتھ سے نہ جائے۔ کھویا نہ جائے۔ بلکہ زیادہ ملے دعائیں کرو۔ کہ

اللہ تعالیٰ کا جلال

زیادہ سے زیادہ تمہارے دلوں پر نازل ہو۔ تمہارے دلوں میں اسکی زیادہ سے زیادہ قائم ہو۔ اور اس کا نور آگے سے بڑھ کر تم پر چھا جائے۔ متمکن ہو۔ تمہارے آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے ہر طرف اس کا نور ہی نور ہو۔ وہ نور تمہارے دلوں میں داخل ہو جائے۔ اور تم

نور ہی نور

بن جاؤ۔ بندہ کیا ہے۔ وہ کوئی مستقل چیز نہیں۔ اگر اسے ایک علیحدہ مستقل چیز مانا جائے۔ تو یہ شرک ہوگا۔ انسان محض تمثل ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور جب وہ کوئی مستقل چیز نہیں۔ بلکہ محض تمثل ہے۔ تو اس کے سراسر نور بن جانے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔ آریہ اسی لئے گمراہ ہو گئے۔ کہ انہوں نے بندہ کو ایک مستقل چیز قرار دے لیا۔ اور پھر یہ سوال ان کے دلوں میں پیدا ہونے لگے۔ کہ اگر انسان مادہ کے ذرات کا مجموعہ ہے۔ تو نور نہیں ہو سکتا۔ اور اگر نور ہے تو ذرات جسم کا مجموعہ نہیں ہو سکتا۔ یہ مت سمجھو۔ کہ

ترقیات کے دروازے

محدود ہیں۔ وہ غیر محدود ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص نامکمل بینائی کی وجہ سے ٹھوکر کھا جائے۔ مگر جوں جوں بینائی اور معرفت زیادہ ہوگی اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ غلط نہیں ہے ناممکن کوئی چیز نہیں۔ سب کچھ ممکن ہے۔ جو خدا نے ممکن بنایا ہے۔

ہر نیکی کی جڑھ محبت ہے

جب تم اس رستہ پر چل پڑو گے۔ تو سب کمزوریاں دور ہو جائینگی۔ اس وقت تمہاری مثال اس کپڑے کی سی ہوگی۔ جو دھوبی کے ہاتھ میں چلا جائے کپڑے پر دھبہ کی فکر اسی وقت تک ہمیں ہو سکتی ہے۔ جبتک وہ ہمارے گھر میں ہو۔ مگر جب دھوبی اسے صابن لگا کر پتھر پر مارنا شروع کردے تو دھبہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اصل چیز خدا تعالیٰ کی محبت ہے۔ جب وہ پیدا ہو جائے۔ تو سمجھ لو۔ کہ میلا کپڑا دھوبی کے ہاتھ میں چلا گیا۔ وہ ضرور صاف ہوگا۔ اس لئے محبت الٰہی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شعر ہے جسکا ایک مصرعہ الہامی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے۔ اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

اتقا کیا ہے۔ یہ خدا کی محبت کا نام ہے۔ اور اتقاء کے معنی ہیں خدا تعالیٰ کو پناہ بنا لینا۔ اور وہ پناہ اسی کی ہو سکتی ہے۔ جس کے دل میں اس کی محبت ہو۔ پس دعائیں کرو۔ کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو۔ اور ساری جماعت کے لئے دعائیں کرو۔ ہماری جماعت ؟

اعلانات نکاح

(از نظارت امور عامہ)

۴ ۳ ۱۲/۳۲ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسماۃ آمنہ بیگم صاحبہ بنت مستری قطب الدین صاحب ساکن قادیان کا نکاح بعوض مبلغ ما ۱۲ روپیہ مہر منشی برکت علی صاحب ... کنسٹیبل سرائے عالمگیر کے ساتھ مسجد مبارک میں پڑھا۔

(۲)

۱۲/۳۲ ۳۰ کو میر امان اللہ خاں صاحب طالب علم انجنیرنگ ... رسول گجرات ولد میاں الٰہی بخش صاحب ساکن شیخ پور ضلع گجرات کے ساتھ بعوض صمار روپیہ مہر پر مسماۃ امۃ الرحمٰن صاحبہ بنت منشی غلام حیدر صاحب احمدی تلونڈی راہ والی ضلع گوجرانوالہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے مسجد مبارک میں پڑھا

(۳)

مسماۃ کلثوم بیگم صاحبہ بنت شیخ محمد علی صاحب مرحوم قوم شیخ قانونگوئے ساکن دھیان پور حال قادیان کا نکاح مرزا عبدالعزیز صاحب ولد مرزا نور الدین صاحب قوم مغل ساکن قادیان کے ساتھ بالعوض مبلغ پانصد روپیہ مہر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۱/۳۳ ۸ کو مسجد مبارک میں پڑھا

(۴)

مسماۃ امۃ القدیر بنت منشی عبدالسمیع صاحب کپور تھلوی قوم شیخ قانگوئے قادیان کا نکاح مسمی ظہور الحق صاحب ولد منشی محمد فضل حق صاحب قوم شیخ قانونگوئے ساکن سراوہ ضلع میرٹھ حال وارد قادیان کے ساتھ بالعوض پانصد روپیہ مہر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۱/۳۳ ۳ کو مسجد مبارک میں پڑھا

(۵)

مسماۃ حبیبہ بیگم صاحبہ بنت محبوب علی صاحب قوم مرزا ساکن قادیان کا نکاح بالعوض مبلغ صمار روپیہ مہر محمد یعقوب خاں ولد عبدالرزاق خان صاحب پٹھان یوسف زئی ساکن کراچی سے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۱/۳۳ ۲ کو مسجد مبارک میں پڑھا۔

(۶)

مسماۃ شکیلہ خاتون بنت شاہ محمد توحید قوم سید ساکن اورول ضلع گیا کا نکاح بالعوض مبلغ پانچہزار روپیہ مہر بمسمی سید اختر احمد ولد سید وزارت حسین ساکن اورین ضلع مونگیر کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں ۱۲/۳۲ ۲۹ کو پڑھا۔

(۷)

مسماۃ رقیہ بیگم صاحبہ بنت سید وزارت حسین صاحب ساکن اورین کا نکاح بالعوض مبلغ پانچہزار روپیہ مہر بمسمی سید غلام مصطفٰی ولد سید خلافت حسین صاحب ساکن اورین ضلع مونگیر سے ۱۲/۳۲ ۲۹ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مسجد مبارک میں پڑھا۔

(۸)

مسماۃ رضیہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ چوہدری سردار احمد صاحب ساکن دار الفضل قادیان کا نکاح بالعوض مبلغ صمار روپیہ مہر بمسمی عبدالمنان صاحب ولد چوہدری اللہ بخش صاحب مستری ساکن قادیان کے ساتھ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۱/۳۳ ۳ کو مسجد مبارک میں پڑھا۔

(۹)

مسماۃ رحمت بی بی صاحبہ بنت مستری حاکم الدین لوہار ساکن لائل پور کا نکاح بالعوض مبلغ -/۳۰۰ روپیہ مہر بمسمی محمد شریف ولد مستری گوہر دین صاحب پیشہ ترکھان ساکن قادیان کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ۱۲/۳۲ ۲۹ کو پڑھا

(۱۰)

مسماۃ امۃ الحی صاحبہ بنت بابو محمد شریف صاحب قوم راں

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ... ملنے کا پتہ۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

مبارک ہو کہ محض آپکی خاطر کارخانے نے حیرت انگیز رعایت کا ایک اور موقعہ دیدیا

ایک روپیہ کا مال آٹھ آنے میں ❖ ۸ و ۹ فروری کو یاد رکھیے

کارخانہ نے پہلے ۲۸ و ۲۹ دسمبر کو یہ رعایت دی تھی۔ مگر ابھی تک دوستوں کے خطوط برابر آرہے ہیں کہ ہم بڑے دنوں کی تعطیلات کی وجہ سے سفر پر تھے۔ اور بدیں وجہ بعد از وقت اطلاع ملی۔ اس لئے ہمیں اب یہ رعایت دی جائے۔ کیونکہ اس طرح بے قاعدہ رعایت دینے سے اصول ٹوٹتا ہے۔ لہٰذا محض ایسے دوستوں کی خاطر کارخانہ پھر یہ ایک موقعہ دیتا ہے کہ جو دوست ۸ و ۹ فروری ۱۹۳۳ء کو اپنی فرمائشیں کارخانہ میں ڈالینگے۔ انہیں صرف اکسیر البدن اور اکسیر اکبر جو موسم سرما کے لئے نعمت عظمیٰ ہے میں نصف کی رعایت دی جائیگی۔ یہ دنیا تسلیم کرچکی ہے۔ کہ موسم سرما میں اکسیر البدن اور اکسیر اکبر کا استعمال گویا بلا قیمت اپنی صحت کا بیمہ کرانا ہے۔ اگر اب بھی آپنے اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے کھودیا تو پھر کبھی یہ موقعہ میسر نہیں آئیگا۔

اکسیر البدن دُنیا میں ایک ہی مقوّی دوا ہے

جس نے ایکدفعہ استعمال کی وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا

اگر آپکی طبیعت پژمردہ۔ چہرہ زرد۔ سر یا کمر میں درد۔ حافظہ کمزور۔ کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیوں میں درد بھی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھولتے۔ قوّت جواب دے چکی ہو۔ تو آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ یہ دوا کیا ہے گویا طبّی دُنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے۔ ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کے کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے دل و دماغ کو تقویّت دینے۔ پٹھوں کو مضبوط بنانے۔ اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے۔ طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے۔ اعضاء رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوّتوں کو بحال رکھنے۔ گری ہُوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت۔ چہرہ کو شگفتہ و دماغ کو روشن اور جسم کو چُست و چالاک بنانے۔ گذشتہ اُمنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے اور جوہر حیات جس کے بغیر زندگی وبال ہے کو خاص ترقی دینے کے لئے یہ بے نظیر آپ ہی ہے۔ یہ دوا کیا ہے گویا حیات انسانی کے لئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ دل میں نئی اُمنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ بس اسی کا ہی کام ہے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں صرف پانچ روپے۔ رعایتی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ ❖

ایڈیٹر صاحب الحکم کی رائے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں " مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مَیں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپکو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ مَیں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ مَیں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ میری صحت جیسا کہ مَیں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ مَیں نے استعمال کرنی شروع کردی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمد للہ۔ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت ہی اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کردیں۔"

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور دوسری ... "اکسیر البدن" نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ مَیں جب خود ولایت تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد ... عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اسکی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے "اکسیر البدن" کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچالیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ مَیں آپکو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کیلئے اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور مَیں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

اکسیر اکبر

مقبول عام اور شہرہ آفاق طاقت کی بے نظیر دوا

جس کا اثر مستقل ہے

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اسمیں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ موتی۔ عنبر۔ یاسمین وغیرہ اسکے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اور آج دنیائے طب میں مسلمہ طور پر سب سے بڑی طاقت بخش ایجاد ہے جسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی رُوح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پُرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف بصر۔ ضعف ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ دردِ سر۔ بے خوابی۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی ... پانی کا جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پُرانی کھانسی۔ مسوڑھوں کی کثرت۔ معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ خرابیٔ خون۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ اُٹھتے وقت ستارے دکھائی دینے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سُستی۔ اداسی چھائی رہنی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلِ خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت دیکر سیروں دودھ گھی مکھن اور ملائی ہضم کراتی۔ تازہ خون کے بے شمار سرخ ذرات پیدا کرتی اور کئی پونڈ خون کو بڑھاتی ہے۔ دائمی قبض زکام۔ کمزوری دل و دماغ کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ ضعف دل ضعف دماغ کو دور کرکے جسم میں ایک برقی رَو پیدا کرتی ہے۔ دماغی تکان کو دور کرکے فی الفور کام کیلئے مستعد بناتی اور فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔ گویا دماغی کام کرنیوالوں کے لئے یہ دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کیلئے۔ ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ ہوتے ہوئے مول بکتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف عہ محصول ڈاک علاوہ۔

نوٹ:۔ گذشتہ سال اسکی قیمت ۲۵ تھی مگر اب کی دفعہ اکٹھی بنوانے میں اشیاء کچھ سستی مل گئیں اسلئے قیمت میں بھی رعایت کردی گئی۔

اکسیر اکبر کی کرامت

۲۰ بیس سالہ کمزوری دُور ہو کر پینتیس ۳۵ سالہ اٹھارہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی سب اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکہارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں

"اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر چالیس سال سے تجاوز کرچکی تھی ... کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اسکے جسم میں رونما ہوئی ... دوا کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی جیسا کہ اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی"

ضروری نوٹ:۔ اگر دوست اس کے ساتھ کارخانہ کی یہ مشہور ادویہ یعنی موتی سرمہ۔ تریاق اعظم۔ اکسیر معدہ۔ رفیق زندگی۔ موتی دانت پوڈر۔ اکسیر جریان۔ اکسیر بواسیر۔ قبض کشا گولیاں۔ افیون چھڑاؤ گولیاں طلب فرمائینگے تو یقیناً محصول ڈاک میں بچت رہے گی ❖

ملنے کا پتہ ❖ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

ملنے کا پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور ...

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

معاملات الور کے متعلق نئی دہلی سے ۳۰ جنوری کی اطلاع ہے کہ کیپٹن ایٹسن جو فسادات کانپور کے دوران میں وہاں کے نظم و نسق کے انچارج تھے۔ ریاست کے ریونیو منسٹر مقرر ہوئے ہیں۔ نیز فساد زدہ علاقہ کے سپیشل کمشنر بھی ہونگے۔ اس علاقہ کا نظم و نسق براہ راست حکومت ہند کے ماتحت رہیگا بہار و اڑیسہ کے ایک پولیس افسر مسٹر میکنا مارا ریاست کے انسپکٹر جنرل پولیس مقرر ہوئے ہیں۔ جن کی مدد کے لئے پنجاب کے بعض پولیس افسر بھی وہاں جائیں گے۔

مہاراجہ الور کے متعلق تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ آپ موسم سرما میں یورپ جائیں گے۔ آپ کے بعد کیپٹن ایٹسن ہی کرتا دھرتا ہونگے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ یہ سفر گورنمنٹ کے ایماء سے کر رہے ہیں۔

ریاست الور میں جو برطانوی افواج بھیجی گئی ہیں۔ ان کے اخراجات ریاست کے ذمہ ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں ریاست کو دس ہزار روپیہ یومیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

ڈیلی ہیرلڈ کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سندھ کے علیحدہ صوبہ بنائے جانے پر سر فضل حسین اس کے گورنر ہونگے۔

اخبار پرتاپ لاہور کے ۲۵ نومبر کے پرچہ پر پرنٹر و پبلشر کا نام چھپنے سے رہ گیا تھا۔ جس پر پرنٹر و پبلشر پر مقدمہ چلایا گیا۔ ۳۱ جنوری کو عدالت نے دو صد روپیہ جرمانہ یا تین ۱۰ قید کی سزا دی۔ جو ایک معمولی فروگذاشت کے مقابلہ میں بہت سخت ہے

ریاست کشمیر و جموں کے مہا پجاری نے اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کی آزادی کا حق عطا کئے جانے کے حکم کے خلاف بطور پروٹسٹ اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

اتحاد کانفرنس الہ آباد کی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے اسے ۱۴ فروری پر ملتوی کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ مگر بنارس سے ۳۱ جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مالوی جی کے دفتر سے معلوم ہوا۔ چونکہ بنگال کے لیڈروں میں کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اس لئے کانفرنس اس تاریخ پر بھی منعقد نہ ہوگی "پرتاپ" نے لکھا ہے کہ کانفرنس کھٹائی میں ڈال دی گئی ہے۔

سری نگر میں یوسف شاہ کی پارٹی کا مسلمانوں کے ساتھ تصادم ہو گیا۔ دونوں طرف سے خشت باری کی گئی۔ مگر پولیس نے جلد ہی امن قائم کر دیا۔ تصادم گذشتہ فسادات کے مقتولین کی قبروں پر نماز پڑھنے کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے۔

ٹوکیو سے ۲۶ جنوری کی خبر ہے کہ وزیر حربیہ نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جاپان روس کے برابر ہوائی قوت جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور منچوریا میں صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے جاپانی افواج کافی مضبوط ہیں۔

کوپن ہیگن (ڈنمارک) سے ۲۷ جنوری کی خبر ہے۔ کہ مزدوروں کی اجرت میں بیس فیصدی کی تخفیف کے فیصلہ پر مزدوروں نے ہڑتال کا عزم کر لیا ہے۔ جس سے ڈیڑھ لاکھ مزدور بیکار ہو جائیں گے۔

ہنری فورڈ کے موٹر سازی کا کارخانہ بند ہونے کی وجہ سے انہیں دو لاکھ پونڈ روزانہ کا خسارہ ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کام بند ہونے میں ان کے حریفوں کی سازشوں کا بھی دخل ہے۔ تاہم وہ اسے دوبارہ جاری کرنے کی کوشش میں ہیں۔

فورٹ ولیم کلکتہ سے چار سلح کاروں کے میگنٹ اور کاربوریٹر چوری ہو گئے ہیں۔ یہ کاریں گیرج میں بند تھیں۔ قلعہ پر سنگین پہرہ ہونے کے باوجود خیال کیا جاتا ہے کہ چور سرنگ کے راستہ قلعہ میں داخل ہوئے۔ تفتیش ہو رہی ہے۔

ولیعہد حکومت آصفیہ حیدر آباد پرائیویٹ سیاحت کے طور پر دہلی وارد ہوئے ہیں۔ جہاں دو ہفتہ کے قیام کے بعد آپ لکھنؤ جائیں گے۔ اس دورہ میں کسی قسم کی مراسم ادا نہ کی جائیں گی۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے متمول لوگوں نے سال گذشتہ کے دوران میں اپنے ملک کے خیراتی اداروں کو دو ارب ۲۱ کروڑ ۹۷ لاکھ ڈالر کی امداد دی ہے۔ ایک ڈالر کی قیمت تین روپیہ کے برابر ہے اور یہ رقم حکومت فرانس یا جرمنی کی مجموعی سالانہ آمدنی سے بقدر پچاس کروڑ ڈالر زیادہ ہے۔ اس رقم کا نصف حصہ مذہبی انسٹی ٹیوشنوں کے حصہ میں آیا ہے۔

مسٹر ڈی ویلرا کے متعلق ڈبلن سے ۲۸ جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ انتخاب میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور انہیں گذشتہ انتخاب کی نسبت چھ ہزار ووٹ زیادہ ملے۔ ان کے دو وزراء بھی منتخب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان کے حریف مسٹر کاسگریو بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن انہیں پہلے کی نسبت چار ہزار ووٹ کم ملے۔ تازہ ترین نتائج مظہر ہیں۔ کہ مسٹر ڈی ویلرا کو اتنی اکثریت ضرور حاصل ہو گئی ہے۔ کہ وہ آزادانہ طور پر حکومت چلا سکیں پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہوتے ہی آپ حلف وفاداری کی تنسیخ کا مسودہ قانون پیش کریں گے۔

برلن سے ۳۰ جنوری کی خبر ہے کہ جرمنی کے سیاسی انتشار کا تا حال خاتمہ نہیں ہوا لیکن صدر جمہوریہ نے ہر ہٹلر کو چانسلر مقرر کر دیا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اسے ریشتاغ کو توڑنے اور نئے انتخابات کے انتظامات کرنے کے اختیارات تفویض کئے جائیں گے۔

وزیر جنگ جاپان نے ۲۸ جنوری کو ٹوکیو میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جاپان اپنی فضائی فوج کو روس کے برابر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کیونکہ عنقریب روس و جاپان کے درمیان لڑائی کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے اور روس جاپان پر حملہ کریگا۔ یا جاپان روس پر۔ آئندہ حالات جاپان کو ایک نئی پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کریں گے۔ لیکن اس پالیسی کی آپ نے وضاحت نہیں کی۔ آپ کی ناخوش گفتاری کو عام طور پر ناپسند کیا جا رہا ہے۔

گورنر بنگال نے ۳۱ جنوری کو کلکتہ میں ایک ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ ملیریا کی روک تھام کے لئے بیس ہزار روپیہ کے صرف سے ایک تجربہ کیا جا رہا ہے۔ اور ایک ایسی دوائی تیار کی جا رہی ہے جس کے کونین کے ساتھ تین روز کے استعمال سے اس کا خطرہ نہیں رہیگا۔

لاہور میں یکم فروری کو دن کے گیارہ بجے رنجیت سنگھ کی سمادھ میں ایک خطرناک بم پھٹا۔ جس سے دو شخص سخت مجروح اور ایک ہلاک ہو گیا۔ ایک بھاگ گیا۔ مفرور کے پاس اور بھی بم تھے۔ ایک قریبی گاؤں کے ایک مکان میں مفرور جا داخل ہوا۔ کوتوال پولیس لاہور نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ مفرور نے اندر سے بم پھینکا۔ جس سے مجمع میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اور وہ چشم زدن میں کوتوال صاحب کی گھوڑی پر جو ایک لڑکے کے ہاتھ میں تھی۔ چڑھ کر بھاگ گیا۔

وائسرائے ہند نے یکم فروری کو اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک کے مقابلہ میں میری پالیسی کامیاب ہوئی ہے۔ اس تحریک کے دوبارہ اٹھنے کے احتمال کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ آرڈیننس کی ضروری دفعات کو قانون میں تبدیل کرنے میں ارکان مدد دیں گول میز کانفرنس کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ ہم تیزی کے ساتھ فیڈریشن کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہندوستان کے جدید دستور کو بہت جلد پارلیمنٹ میں پیش کر دیا جائے گا۔ وزیر ہند نے دو وعدے کئے ہیں۔ ایک یہ کہ حکومت برطانیہ اس قسم کی صوبجاتی خود مختاری قائم کرنا نہیں چاہتی۔ جس سے فیڈریشن بے اثر ہو جائے۔ اور دوسرے یہ کہ نفاذ اصلاحات تک اس رستہ میں جو رکاوٹیں ہیں ملک معظم کی حکومت انہیں دور کرنے کی مقدور بھر کوشش کریگی۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی